یہ جہاد
فرضِ عین ہے!
پھر تردّد کیسا؟
ابو دجانہ خراسانی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ جہاد فرضِ عین ہے...!
پھر تردّد کیسا...؟

شہید ابو دجانہ خراسانی رحمہ اللہ

ترجمہ وترتیب: حافظ معاذ خان

(ربیع الاوّل ۱۴۳۱ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

شہید ڈاکٹر ہمام خلیل محمد ابو ملال (ابو دجانہ خراسانیؒ) نے خوست (افغانستان) میں امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے کے مرکز پر شہیدی حملہ کیا اور افغانستان، پاکستان، عراق اور اردن میں تعینات صلیبی افواج اور ان کے جاسوسی اداروں کے متعدد افسران اور ان کے معاونین کو جہنم واصل کیا۔

شہید رحمہ اللہ کی ریکارڈ کردہ گفتگو کی مدد سے تیار کیا گیا یہ کتابچہ اِن تین تحریروں پر مشتمل ہے:

الف۔ حرفِ اوّل

(غزوۂ بیت اللہ مسعود رحمہ اللہ اور شہید ابو دجانہ خراسانیؒ کا تعارف)

ب۔ شہید ابو دجانہ خراسانیؒ کے ساتھ السّحاب کی ملاقات کا احوال

(اردو ترجمہ)

ج۔ یہ جہاد فرضِ عین ہے...! پھر تردّد کیسا...؟

(وصیتِ شہید ابو دجانہ خراسانیؒ ...اردو ترجمہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ اوّل

جدید صلیبی جنگ اپنی دوسری دہائی میں داخل ہو چکی ہے۔ حق و باطل کے درمیان تاریخ کے اس شدید ترین معرکے نے کافر مغرب اور مسلم علاقوں میں موجود ان کے مرتد معاونین کے مکروہ چہروں سے دجل کا پردہ ہٹا دیا ہے۔ اس جنگ میں حزب الشیطان کی قیادت امریکا کر رہا ہے، جس نے عراق، افغانستان، فلسطین اور دیگر مسلم علاقوں میں امتِ مسلمہ کے خلاف اپنی شیطانیت کا بدترین مظاہرہ کیا۔ حیوانیت، درندگی اور بربریت کے دل دہلا دینے والے کچھ واقعات تو منظرِ عام پر آ چکے ہیں اور جو کچھ سامنے نہیں آسکا وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

اس صلیبی جنگ کی پہلی دہائی کے آخری سال امریکی صدر بش ذلت و ناکامی کی علامت بن کر تاریخ کے کوڑے دان میں جا گرا اور اس کے بعد شر کی قوتوں کا عَلَم اس کے جانشین اوباما نے تھام لیا۔ اوباما نے آتے ہی اپنے فنِ خطابت اور بے بنیاد تقریروں کے ذریعے امّت کے کچھ سادہ لوحوں کو دھوکے میں مبتلا کیا۔ مگر اس کی تعریف میں رطب اللّسان ان غافلوں کو جلد ہی اندازہ ہو گیا کہ وہ اپنی خباثت میں کسی طور بھی بش سے کم نہیں۔

اس کی سرپرستی میں غزہ میں ہمارے سینکڑوں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو بیدردی سے قتل کیا گیا۔ اوباما کے حکم پر اس کے مصری آلہ کاروں نے تمام سرحدوں پر مضبوط باڑ لگا کر غزہ کو وہاں کے مسلمانوں کے لیے انسانی تاریخ کی سب سے بڑی جیل بنا دیا، اور یہ ظالمانہ محاصرہ

تا حال جاری ہے۔ یہ پہلا امریکی صدر ہے جس نے اسرائیل کو یہ یقین دہانی کرائی کہ غیر منقسم القدس اسرائیل کا دارالحکومت ہوگا۔

اسی کے دور میں افغانستان اور پاکستان میں امریکی بم باری میں شدت آئی اور پورے کے پورے گاؤں صفحۂ ہستی سے مٹا دیے گئے۔ اس کی مثال شمالی افغانستان میں قندوز اور جنوبی وزیرستان میں زنگاڑا کے علاقے ہیں۔

اس کی شہ پر سوات، باجوڑ، مہمند، محسود، اورکزئی اور دوسرے قبائلی علاقوں سے لاکھوں کمزور اور مظلوم بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو انتہائی کس مپرسی کی حالت میں بے گھر کر کے دور دراز علاقوں میں خیمہ بستیوں میں پناہ لینے پر مجبور کیا گیا۔ اس خستہ حالی میں پاکستانی حکومت اور فوج کی صورت میں امریکی شکاری کتوں نے ان پر بدترین مظالم ڈھائے۔ عورتوں کی عزتوں پر ہاتھ ڈالا گیا، بچوں اور بوڑھوں کو پابندِ سلاسل کیا گیا اور کئی ایک کو اذیتیں دے دے کر شہید کر دیا گیا۔

اسی کے دور میں سی آئی اے کے مجرموں کو عام مسلمانوں اور خصوصاً مجاہدین کے خلاف ہر طرح کے جرائم کے ارتکاب کے لیے کھلی چھوٹ دی گئی۔

لیکن دوسری جانب اسی کے دور میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی نصرت سے صلیبی اتحادیوں اور ان کے آلہ کاروں کو ہر محاذ پر منہ کی کھانی پڑی ہے۔

صومالیہ میں انتہائی تنگ حالات کے باوجود صلیبیوں اور ان کے مرتد معاونین کے خلاف اللہ کے شیروں کی فتوحات کا سلسلہ جاری ہے۔

الحمدللہ... دجلہ وفرات کی سرزمین پر عراق کی اسلامی امارت کے شیر صلیبیوں، روافض اور ان کے معاونین پر قہرِ الٰہی بن کے ٹوٹ رہے ہیں اور وہاں مجاہدین انتہائی اہم اور حساس نوعیت کے اہداف کو کامیابی سے نشانہ بنا رہے ہیں۔

مغربِ اسلامی میں صلیبی فرانس اور اس کے آلہ کاروں کے خلاف توحید کے متوالوں

کی فتوحات کی خبریں مسلسل آ رہی ہیں۔

پاکستان میں شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا ہو جب مجاہدین ارتداد کے قلعوں، یعنی پولیس، فوج اور خفیہ اداروں کے مراکز کو نشانہ نہ بناتے ہوں۔ جہاں تک مرتد حکومت کے لٹیروں کا تعلق ہے تو وہ پاکستان سے فرار ہونے سے قبل زیادہ سے زیادہ لوٹ مار کر رہے ہیں۔لیکن ان شاء اللہ...وہ بھی جلد ہی مجاہدین کے انتقام کا نشانہ بننے والے ہیں۔

جزیرۂ عرب میں بھی فتح کے آثار نوشتۂ دیوار ہیں۔سرزمینِ وحی اور اسلام کے اوّلین گہوارے میں صحابۂ کرام کی اولاد، صلیبیوں کی آلہ کار حکومتِ آلِ سعود اور اس کے یمنی ہم نشینوں کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔

مجاہدینِ اسلام کے عزم و استقلال کی بلندی کو شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ کچھ یوں بیان فرماتے ہیں: ''اس اللہ کی قسم...جس نے آسمان کو بغیر ستونوں کے بلند کیا...!امریکا اور امریکا میں بسنے والے کفار، اس وقت تک امن کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے، جب تک ہمارے لیے فلسطین میں امن ایک حقیقت نہ بن جائے۔اور جب تک تمام کافر افواج سرزمینِ نبوت ﷺ سے نکل نہ جائیں۔اللہ اکبر...اور عزت تو اسلام ہی کے لیے ہے''۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی قیادت میں امارتِ اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین نے صلیبی اتحادیوں کو ہزیمت در ہزیمت سے دوچار کر رکھا ہے جس نے ان کے شکست خوردہ رہنما کو غیرت اور خودداری کی سرزمین خراسان سے فوجوں کی پسپائی کے اعلانات کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

اسی سرزمینِ خراسان میں حال ہی میں اس دور کے عظیم اور مقدس ترین معرکوں میں سے ایک معرکہ لڑا گیا، جسے غزوۂ امیر بیت اللہ مسعود شہید رحمہ اللہ کا نام دیا گیا۔اس معرکے کے بطلِ عظیم، انٹرنیٹ پر سالوں جہاد کی پکار بلند کرنے والے، ''الحسبہ'' ویب فورمز کے شیر، شہید ابودجانہ خراسانی رحمہ اللہ تھے، جنھوں نے امریکی سی آئی اے اور اردنی انٹیلی جنس کو ایسا سبق سکھایا جس کو

وہ ان شاء اللہ کبھی نہ بھول سکیں گے۔

فلسطین میں پیدا ہونے والے ابو دجانہ خراسانیؒ نے ۲۰۰۲ء میں ترکی سے طب کی تعلیم حاصل کی، اوراس کے بعد اردن میں فلسطینی مہاجرین کے ایک کیمپ میں طبّی خدمات سرانجام دینا شروع کیں۔

فلسطینی مہاجرین کے علاج ومعالجے کے ساتھ ساتھ انہوں نے انٹرنیٹ پر مسلمانوں پر امریکا کی صلیبی یلغار کے خلاف جہاد کے حق میں ایک سلسلہ مضامین کا آغاز کیا، جو مختلف مرحلوں سے ہوتا ہوا "الحسبہ" جہادی ویب فورم کی شکل میں دینی حلقوں میں شہرت پذیر ہوا۔ وہ کئی سال تک امریکہ کے خلاف جہاد کے لیے آواز اٹھاتے اور نوجوانوں کو جہاد پر نکلنے کے لیے ابھارتے رہے۔ اسی دوران انہوںؒ نے خود بھی عراق جانے کی کوشش کی تاکہ وہاں جاری جہاد میں حصہ لے سکیں، مگر اِس میں کامیابی نہ مل سکی۔ اردن واپس پہنچ کر انٹرنیٹ پر مضامین لکھنے کا سلسلہ مستقل جاری رہا، جو بالآخر اردنی انٹیلی جنس کے ہاتھوں گرفتاری پر ختم ہوا۔

دورانِ گرفتاری اردن کے انٹیلی جنس افسران نے آپ کو القاعدہ کے رہنماؤں کی جاسوسی کے بدلے میں اعلیٰ عہدے اور مال و دولت کی پیش کش کی، جس کے جواب میں آپ نے ظاہراً ان کی حامی بھر لی۔ اس انٹیلی جنس ادارے نے ۲۰۰۹ء کے اوائل میں آپ کو مجاہدین کی قیادت کے خلاف ایک مہم پر وزیرستان بھیجنے کا فیصلہ کیا جو آپ کو ارضِ جہاد میں پہنچانے کا موجب بنا۔

سرزمینِ خراسان میں پہنچ کر آپ نے اپنی تمام صورتِ حال قائدینِ جہاد کے سامنے رکھ دی اور دشمن کی اِس چال کو انہی پر پلٹنے کی خواہش ظاہر کی۔ اُمرائے جہاد کے مشورے کے مطابق شہید ابو دجانہؒ نے اردنی انٹیلی جنس ادارے کے افسران کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے انہیں کچھ غیر اہم معلومات فراہم کیں۔ بالآخر مجاہدین کی قیادت سے مشورے کے بعد جنوری ۲۰۱۰ء میں خوست (افغانستان) میں امریکی خفیہ ادارے سی آئی اے کے مرکز میں بارودی بیلٹ کے

ذریعے ایک شہیدی حملہ کا فیصلہ ہوا، جہاں شہید ابو دجانہؒ کی سی آئی اے اور اردنی انٹیلی جنس کے افسران سے ملاقات طے تھی۔

یہ مرکز اس خطے میں جاسوسی کرنے والے سی آئی اے کے اہل کاروں کا مرکزی دفتر تھا اور یہیں سے یہ اہل کار پاکستان و افغانستان کے اندر مجاہدین کے خلاف حملے کرنے والے ڈورن طیاروں کو بھی کنٹرول کیا کرتے تھے۔

شہیدی حملے پر روانہ ہونے سے قبل شہید ابو دجانہ خراسانیؒ نے سی آئی اے اور اس کے معاونین کے لیے جو پیغامات ریکارڈ کروائے ان میں سے چند اقتباسات ذیل میں دیئے جاتے ہیں:

''اے امریکی سی آئی اے کے گروہ! ہم تم تک پہنچ کر رہیں گے...ان شاء اللہ... اور ہم تمہیں نیچا دکھائیں گے۔ یہ مت سوچنا کہ محض ایک بٹن دبا کر (ڈورن طیارے کے ذریعے) مجاہدین کو قتل کر کے تم خود محفوظ بیٹھے رہو گے۔ ہم تم تک اُس ذریعے سے پہنچیں گے جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا۔ میری کلائی پر بندھی ہوئی یہ گھڑی محض گھڑی نہیں... یہ ایک پٹاخی (detonator) ہے۔ ان شاء اللہ...میں اس کے ذریعے تم میں سے جتنے مار سکا... ماروں گا۔ میرا ہدف تمہارا اور تمہارے اردنی ساتھیوں کا عبرتناک قتل ہے۔ اور ان شاء اللہ... میں جنت الفردوس میں چلا جاؤں گا، تم جہنم میں ڈالے جاؤ گے...اور ان شاء اللہ قیامت کے دن بھی ہم تمہاری ذلت ہی دیکھیں گے۔ اور عزت تو صرف اللہ ہی کے لیے ہے''۔

''اردن کے خفیہ اداروں اور سی آئی اے کے دشمنانِ امت کے لیے میرا یہ پیغام ہے، کہ ایک مہاجر فی سبیل اللہ کبھی اپنا ایمان نہیں بیچ سکتا۔ اور ایک مجاہد کبھی اپنے دین کا سودا نہیں کر سکتا چاہے سورج اس کے دائیں ہاتھ میں اور چاند اس کے بائیں ہاتھ میں ہی کیوں نہ تھما دیا جائے''۔

''ہم تم سے یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے امیر بیت اللہ مسعود رحمہ اللہ کا خون ہرگز نہیں بھلایا۔ اور جب تک ہم امریکا کے اندر...اور امریکا سے باہر بھی...اس خون کا انتقام نہ لے لیں...اس وقت تک یہ قرض اُن تمام مہاجرین کی گردنوں میں طوق رہے گا...جنہیں امیر بیت اللہؒ نے پناہ دے رکھی تھی۔ اللہ کی قسم! ہم اپنے امیر بیت اللہ مسعود کو کبھی نہیں بھلائیں گے...کبھی نہیں بھلائیں گے۔ وہ بیت اللہؒ جو مہاجرین کے ہاتھ اس شدید محبت سے چوما کرتے تھے جو ان کے دل میں پیوست تھی...ہم ان کو کبھی نہیں بھلائیں گے۔ ہم ان کے یہ کلمات کبھی نہیں بھلائیں گے کہ ''شیخ اسامہ بن لادن ہمارے علاقے میں موجود تو نہیں ہیں، لیکن اگر وہ یہاں آئے تو ہم اللہ کے حکم سے ان کا بھرپور دفاع کریں گے''۔ اور یقیناً انہوں نے اپنے اس قول کو سچ کر دکھایا۔ یقیناً انہوں نے ان کا دفاع کر کے اپنے اس قول کی قیمت اپنے خون سے دی۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ.... ''اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

''یہ حملہ امریکیوں کو یہ سبق سکھائے گا کہ...اللہ کا یقین...وہ ایمان جو ہمارے دِلوں میں پیوست ہے...وہ تقویٰ جس کے حصول کے لئے ہم مجاہدہ کرتے ہیں...دنیا و مافیہا کی دولت کے بدلے میں بھی کبھی بیچا نہیں جا سکتا''۔

''یہ پہلا شہیدی حملہ ہے جو ہمارے امیر بیت اللہ مسعودؒ کی شہادت کے بدلے کے لئے، پاکستان کی سرزمین سے باہر، امریکیوں پر کیا جا رہا ہے۔ یہ حملہ تمام کفار کے لئے ایک پیغام ہے کہ ہم بحیثیت مسلمان اور بحیثیت مجاہدین، مہاجرین و انصار...اپنے شہداء کو کبھی بھی نہیں بھلا سکتے...اپنے قیدی بھائیوں اور بہنوں کو کبھی بھی نہیں بھلا سکتے۔ ہم عافیہ صدیقی اور ساجدہ الرشاوی کو ہرگز نہیں بھلا سکتے۔ اور ہمارا یہ جہاد جاری رہے گا یہاں تک کہ ہم اپنے اسیروں کو آزاد کروالیں...اور یہاں تک کہ اللہ کا کلمہ سربلند ہو جائے''۔

محض نصرتِ الٰہی کے سہارے اللہ کے اس شیر نے اپنے قول کی تصدیق اپنے خون سے کی۔ اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کے زخموں کی ٹیسیں اپنے دل میں محسوس کرنے والے، دشمنانِ اسلام کو سبق سکھانے کے لیے تڑپنے والے اور دیدارِ الٰہی کے لیے بے تاب... مردِ مجاہد کے اس عمل میں انتہائی برکت شاملِ حال فرمائی۔ وہ اپنی بارودی بیلٹ کے ساتھ افغانستان میں سی آئی اے کے آپریشنل ہیڈکوارٹر میں داخل ہوئے۔ اور اِس کامیاب شہیدی حملے کے ذریعے پاکستان و افغانستان میں جاسوسی طیاروں کے کل منصوبے کی ذمہ دار (خاتون) افسر سمیت متعدد امریکی انٹیلی جنس افسران کو قتل کیا۔ اس مبارک معرکے میں سی آئی اے اور موساد کے مکروہ عزائم کی تکمیل پر مامور، اردن کے ظالم شاہ کا چچازاد بھائی بھی جہنم واصل ہوا، جو اردن کی انٹیلی جنس کا چیف تھا۔ جنوری ۲۰۱۰ء میں ذرائع ابلاغ پر نشر ہونے والے امریکی حکومت اور دفاعی عہدے داران کے بیانات کفر کے چہرے پر پڑنے والی اس کاری ضرب کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

یوں اللہ تعالیٰ نے ارضِ فلسطین کے ایک مجاہد کو توفیق بخشی کہ سرزمینِ خراسان و پاکستان پر جاری عظیم معرکے میں، اپنے خون کی آبیاری کرتے ہوئے، صلیب کے پجاریوں پر قہر بن کر ٹوٹے اور یہاں کے مسلمانوں پر شب و روز ہونے والی ڈرون طیاروں کی بم باری کا بدلہ لے سکے۔ یہ واقعہ، مسلمانانِ امّت کے لیے عموماً اور نوجوانانِ پاکستان کے لئے خصوصاً، نشانِ راہ بھی ہے اور اتمامِ حجت بھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم مجاہد کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمیں اپنی مسجدِ اقصیٰ اور وہاں کے باسیوں کو یہود کے پنجۂ خونیں سے چھڑانے کے لئے جانیں قربان کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہید ابو دجانہ خراسانی رحمہ اللہ کے ساتھ السّحاب کی ملاقات کا احوال

السّحاب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ابو دجانہؒ: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

السّحاب: ہم ڈاکٹر ابو دجانہ خراسانی کی خدمت میں حاضر ہیں جوان شاء اللہ عن قریب ایک اہم اور حساس ہدف پر کارروائی کے لیے جا رہے ہیں۔ان کا ہدف خوست میں ہونے والا، سی آئی اے کے افسران اور بغیر پائلٹ کے جاسوسی طیاروں کے شعبے کے ذمہ داران اور ماہرین کا اجلاس ہے۔ ان ڈرون طیاروں کے ذریعے پاکستان کے قبائلی علاقوں اور افغانستان میں ہزاروں مسلمانوں کو شہید کیا جا چکا ہے۔ہم ابتداءً ڈاکٹر ابو دجانہ سے ان کی شخصیت اور ان کے جہادی پس منظر کے بارے میں جاننا چاہیں گے۔

ابو دجانہؒ: **الحمد للہ رب العلمین. والصّلوۃ والسلام علی سید المرسلین، سیدنا محمد وعلی آله وصحبه وسلم. اما بعد.**

میں آپ کا بھائی، عبدِ فقیر، ابو دجانہ خراسانی ہوں۔ میرا تعلق اردن سے ہے، میری عمر بتیس سال ہے اور میں اردن میں طبیب کے طور پر کام کرتا رہا ہوں۔ میرے جہادی سفر کا آغاز چند سال قبل عراق پر امریکی حملے کے بعد ہوا۔ میں نے کئی بار عراق کے جہاد میں شمولیت کی کوشش

کی لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے مقدر میں کچھ اور لکھ رکھا تھا۔ میں ابو دجانہ خراسانی کے نام سے انٹرنیٹ کے جہادی فورمز میں لکھا کرتا تھا اور میں مالک الاشجعی کے نام سے ''الحسبہ'' نیٹ ورک کا نگران بھی تھا۔ اللہ سے دعا ہے کہ یہ ویب فورم پھر سے بحال ہو جائے۔ یہ میرا مختصر تعارف ہے۔ ارضِ جہاد میں میری آمد مارچ ۲۰۰۹ء میں ہوئی۔

السّحاب: محترم بھائی! یہ بتائیے کہ اردن سے ارضِ جہاد کی طرف ہجرت کیسے ہوئی اور کس وجہ سے آپ نے اس مبارک سفر کا فیصلہ کیا؟

ابو دجانہؒ: غزہ کے مسلمانوں پر اسرائیلی بربریت کے مناظر نے ہر مسلمان کے دل کو دہلا دیا۔ میں کبھی وہ مناظر بھلا نہیں سکتا جو میں نے الجزیرہ پر دیکھے، کہ یہودی عورتیں مزے سے دوربینوں کے ذریعے ایف سولہ طیاروں کو غزہ پر بمباری کرتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔ وہ ان مناظر کو یوں دیکھ رہی تھیں گویا وہ کسی طبعی امر کو وقوع پذیر ہوتا ہوا دیکھ رہی ہوں یا وہ کسی تھیٹر میں بنی کوئی فلم یا اسی طرح کی کوئی اور چیز دیکھ رہی ہوں۔ تب میں نے ایک کالم لکھا جو میرا آخری کالم تھا۔ اس کالم کا عنوان تھا ''کب میرے لفظوں کی گواہی مرا خوں دے گا''۔ اس کے بعد، الحمد للہ، میرا جہاد میں نکلنے کا ارادہ پختہ ہوتا گیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک خواب دکھایا۔ میں نے خواب میں شیخ ابومصعب الزرقاویؒ کو دیکھا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا گویا وہ میرے گھر میں ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کیا آپ شہید نہیں ہو چکے؟ انہوں نے جواب دیا: ''ہاں... ہو تو چکا ہوں... لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ میں زندہ ہوں''۔ ان کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ وہ مصروف نظر آ رہے تھے جیسے کسی کارروائی کی تیاری میں مصروف ہوں۔ میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ میں انہیں اپنی گاڑی میں کسی محفوظ مقام پر لے جاؤں اور انہی کے ساتھ ہی بمباری میں شہید ہو جاؤں۔ سبحان اللہ... ایسا لگتا ہے کہ محفوظ مقام سے مراد اللہ کے راستے کی شہادت تھی۔

اس کے بعد میں نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ وہ خواب کی تعبیر جاننے والوں سے

اس خواب کی تعبیر پوچھے۔ کچھ نے یہ تعبیر بتائی کہ تم اللہ کے راستے میں نکلو گے اور کچھ نے بتایا کہ سیکورٹی اہلکار تمہارے گھر میں داخل ہوں گے۔ اور اللہ کے حکم سے تعبیر جلد ہی پوری ہوگی۔ اور پھر یہی ہوا۔ سیکورٹی اہلکار میرے گھر میں داخل ہوئے، جس سے میرے لیے اللہ کے راستے میں نکلنے اور شہیدی حملہ کرنے کے راستے کھلے۔ یہ اسی تعبیر کے مطابق تھا۔ یہ شہیدی حملہ ان شاء اللہ ابومصعب الزرقاوی شہیدؒ اور جاسوسی طیاروں کی بم باری سے وزیرستان میں شہید ہونے والے ہمارے بھائیوں کا انتقام ہوگا۔ ان شاء اللہ... یہی میرے خواب کی تعبیر ہوگی۔

السّحاب: اب ہم اردن سے ارضِ جہاد کی طرف آپ کے سفر کی تفصیل جاننا چاہیں گے اور یہ بھی... کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اس کارروائی کی سعادت کیسے ملی؟

ابو دجانہؒ: اس تمام قصے کا آغاز اس وقت ہوا جب اردن کے سیکورٹی اہلکاروں نے میرے گھر پر چھاپا مارا۔ انہوں نے آ کر دروازے پر دستک دی۔ میری اہلیہ گھبرائی ہوئی میرے پاس آئیں اور مجھے بتایا کہ باہر پولیس موجود ہے۔ میں جان گیا کہ گرفتاری کا وقت آ گیا ہے۔ انھوں نے اندر گھس کر مجھے گرفتار کیا، میرے گھر کی تلاشی لی اور میرا کمپیوٹر تحویل میں لے لیا۔ گرفتاری کے وارنٹ پر ممنوعہ مواد رکھنے کا جرم درج تھا جو کہ ایک جھوٹ تھا۔ یہ لوگ ہمیشہ ایسے ہی جھوٹ گھڑ کر اس طرح کے الزامات کو کسی بھی مسلمان کی گرفتاری کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے مجھے گرفتار کرنے کے بعد وادیِ سیر میں انٹیلی جنس بیورو کی تحویل میں دے دیا۔

اللہ کی قسم، مجھے سب سے زیادہ خدشہ اس بات کا تھا کہ کہیں میری وجہ سے ان مجاہدین کو نقصان نہ پہنچے جن کے ساتھ میرا انٹرنیٹ پر رابطہ تھا۔ میں اس بارے میں انتہائی متفکر تھا۔ لیکن تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو کل جہانوں کا رب ہے... ایسا نہیں ہوا... کیوں کہ اللہ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ حالانکہ وہ آسانی سے جہادی امور کے بارے میں انتہائی اہم معلومات حاصل کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں چاہا۔ گرفتاری اور تفتیش کے دوران میں نے گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی... اور کسی بشری قوت کے بس میں نہیں ہے کہ وہ بندے کو اپنے رب سے

مناجات کرنے سے روک سکے۔ میں نے اپنے ربّ سے اپنی رہائی کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ مجاہدین اور تمام مسلمانوں کی ہر اس مصیبت سے حفاظت کا سوال کیا، جو میری وجہ سے پہنچ سکتی تھی۔ میں نے اپنے رب سے التجا کی کہ جیل میں مر جانا میرے لیے اُس نقصان سے بہتر ہے جو میری وجہ سے کسی مسلمان کو پہنچے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں...کہ انسدادِ دہشت گردی کے شعبے میں ابو فیصل کے ساتھ کام کرنے والا افسر ابو زید، پرلے درجے کا احمق تھا۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ...جس نے اِس احمق کے ذریعے اس وقت مجھے اپنی قدرتِ کاملہ کا مشاہدہ کروایا، جب اس نے مجھے افغانستان اور وزیرستان میں مجاہدین کی جاسوسی کرنے کی پیشکش کی۔ اس سفر کا آغاز اُس کی اِس پیشکش سے ہوا کہ انہوں نے مجھے مجاہدین کی جاسوسی کے لیے وزیرستان اور افغانستان جانے کا کہا۔ سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ میں اللہ کے راستے میں نکلنے کی کوشش ایک لمبے عرصے تک کرتا رہا تھا، لیکن کامیاب نہ ہو سکا تھا، اور اب یہ احمق آدمی مجھے جہاد کے میدانوں کی طرف جانے کا کہہ رہا تھا۔ یہ سب ایک خواب کی طرح تھا۔ لیکن سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اس خواب کو سچا کر دکھایا۔

السّحاب: اردنی خفیہ ادارے کے رذیل افسروں نے آپ کو کس طرح اپنے لیے کام کرنے پر آمادہ کیا؟

ابو دجانہؒ: جب وہ کسی بھائی کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں تو اس مقصد کے لیے وہ اسے دنیا کی لالچ دیتے ہیں اور ہر طرح کی آسائش کی پیشکش کرتے ہیں۔ بعض اوقات انتہائی بودے اور بے بنیاد دلائل دیتے ہیں۔ مثلاً وہ آپ کو کہیں گے کہ ''اردن کا شاہ عبداللہ اہلِ بیت میں سے ہے''۔ بھلا اس سارے معاملے سے اہلِ بیت کا کیا تعلق...؟ ابولہب بھی تو اہلِ بیت میں سے تھا۔ اس طرح کی بالکل غیر معقول قسم کی باتیں کی جاتی ہیں۔ وہ خبیث افسر اسی طرح میری برین واشنگ کی کوشش کر رہا تھا، لیکن درحقیقت وہ احمق، اپنے لیے گڑھا کھود رہا تھا۔ میرے خیال میں اردن کے سیکورٹی ادارے امریکا پر بہت پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ دراصل وہ امریکا سے ملنے والی

دولت کے پجاری ہیں۔سبحان اللہ!...جب کسی کا اپنا ایمان خراب ہوتو وہ دوسروں کے ایمان کے بارے میں بھی اپنے آپ کو معیار بنا کر فیصلہ کرتا ہے۔انہوں نے مجھے بھی دولت کی لالچ دی اور سرزمینِ خراسان میں موجود القاعدہ کے رہنماؤں کو ہدف بنانے پر، ہدف کے مطابق لاکھوں ڈالرز کی پیشکش کی۔اللہ تعالیٰ ان سب رہنماؤں کی حفاظت فرمائے۔وہ اپنی پیشکش بڑھاتے جارہے تھے اور یہ محض کھوکھلے دعوے نہیں تھے۔یہ سب کچھ شاہ عبداللہ دوم کی اجازت سے ہو رہا تھا۔میرے پاس شواہد موجود ہیں کہ اسے سارے منصوبے کا علم تھا۔اس جگہ کسی کو بھی شاہ عبداللہ کی اجازت کے بغیر نہیں بھیجا جاسکتا۔

ان کا تصور یہ ہے کہ دولت کی لالچ دے کر کسی کو بھی ایمان فروش بنایا جاسکتا ہے۔وہ خود دولت اور شہوت کے پجاری ہیں اور دوسروں کو بھی اپنی طرح ہی سمجھتے ہیں۔کتنی حیران کن بات ہے کہ ایک ایسا شخص جس کے کچھ عرصہ قبل لکھے گئے آخری کالم کا عنوان یہ تھا کہ ''کب میرے لفظوں کی گواہی مراخوں دے گا'' اور جو شہادت کی تمنا میں تڑپ رہا تھا اور جوامت کو جہاد پر ابھار رہا تھا، اسے کہا جارہا تھا کہ جاؤ اور مجاہدین کی جاسوسی کرو۔آپ کو اردنی جاسوسی اداروں کے علاوہ ایسی حماقت کہیں نہیں ملے گی۔ابوزید مجھے دولت کی لالچ دیتا...وہ مجھے عمان کے 'سیف وے' اور دوسرے سٹورز پر لے جایا کرتا اور میرے لیے دوسو سے تین سو دینار مالیت کی چیزیں خریدتا۔پھر یہ ایمان فروش خریداری کی رسیدیں اپنے چیف کو بھیج دیا کرتا تھا۔حیرت اس بات پر ہے کہ وہ اپنے کتے کے لیے کھانے پینے کی چیزیں خرید کر ان کی رسیدیں بھی ساتھ ہی بھیج دیا کرتا تھا۔بالفاظِ دیگر وہ میرے سامنے اپنے ادارے اور اپنے باس سے خیانت کرتا تھا۔ان جیسے لوگوں کے لیے یہ عام سی بات ہے۔یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ دوسرے بھی ان کے دین پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا دین سچا ہے۔ان خبثاء کا دین شہوت اور دولت ہے۔لیکن جو شخص اللہ پر، جنت اور جہنم پر، ہمیشہ کی زندگی پر اوراس دن پر ایمان رکھتا ہو...جس دن لوگ ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے...**یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ**... وہ کیسے محض ڈالروں کی چمک دمک کے بدلے اپنے دین اور

اپنے بھائیوں کا سودا کر سکتا ہے۔ ایک مسلمان جس کے دل میں اس بات کا ذرّہ برابر بھی ایمان ہو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں وہ ساری دنیا کی دولت کے بدلے میں بھی اپنے ایمان کو نہیں بیچے گا۔

السّحاب: جب ملعون ابوزید آپ کو مجاہدین کی جاسوسی کے لیے آمادہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا، اس دوران آپ کو اردن کے مرتد خفیہ ادارے کے جرائم کے بارے میں کوئی معلومات حاصل ہوئیں؟

ابو دجانہ: اس نے مجھے اپنے لیے کام کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے بڑا کھلا انداز اختیار کیا اور اس دوران محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے اس کی نفسیات سے آگاہی حاصل ہوئی۔ اسی کی بنیاد پر میں نے اپنے رویے سے اپنی آمادگی کا اظہار کیا۔ میں نے اسے یہ تاثر دیا کہ میں محض موت کے ڈر سے یہ کام کرنے سے ہچکچا رہا ہوں تا کہ اسے یہ باور کرایا جائے کہ میں بھی اسی کہ دین پر ہوں یعنی دولت کا پجاری ہوں۔ میں اچانک اس سے ان تحائف اور انعامی رقومات کے بارے میں پوچھتا جن کا وہ مجھ سے وعدہ کر رہے تھے تا کہ اس کا یقین مزید پختہ ہو جائے کہ میں اسی کے دین پر ہوں۔ میں کافی عرصہ اس کے ساتھ رہا۔ ہم اکٹھے ہوٹلوں میں جاتے اور پچاس اردنی دینار یا اس کے مساوی ستر امریکی ڈالر میں ایک وقت کا کھانا کھایا کرتے تھے۔

وقت گزرنے کے ساتھ اس نے مجھے اردنی جاسوسی ادارے کے سیاہ کارناموں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ عراقی لہجے کے حامل خفیہ ادارے کے افسر کو ایک مجاہد کے روپ میں مسلمانوں کو عراق کے جہاد میں شمولیت کی دعوت دینے بھیجتا تھا۔ پھر جس رات انہوں نے اللہ کے راستے میں نکلنا ہوتا ان سب کو گرفتار کر لیا جاتا تھا۔

اس خبیث نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اگر تم مجاہدین کے کسی رہنما کو قتل کرو گے تو میرے چیف علی بورجاق کی طرح اردن کے امیر ترین آدمی بن جاؤ گے۔ علی بورجاق ہی بیس سال قبل پشاور میں شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ کے قتل کا ذمہ دار ہے۔ اور، جیسا کہ ابوزید نے مجھے بتایا، اب وہ

انسدادِ دہشت گردی کے محکمے کا سربراہ ہے۔اس قتل کے بعد ہی اسے تیزی سے ترقی دے کر انسدادِ دہشت گردی کے محکمے کا سربراہ بنا دیا گیا۔اللہ کی پناہ اردنی انٹیلی جنس ہی وہ ادارہ ہے جو ہمارے شیخ اور ہمارے شہید عبداللہ عزام ؒ کا قاتل ہے۔ اِنہی لوگوں نے ان کی جاسوسی کی،ان کو شہید کیا اور پھر ان کے لیے مگر مچھ کے آنسو بہاتے رہے۔ابوزید نے مجھے یہ بھی بتایا کہ عماد مغنیہ کو بھی ایک جاسوس کے ذریعے اردنی خفیہ ادارے نے قتل کروایا۔ان جرائم کے کامیاب ارتکاب کی اِس تاریخ نے انہیں اکسایا کہ مجھے بھی ایسے کاموں کی انجام دہی کے لیے افغانستان اور وزیرستان بھیجا جائے۔

اس خبیث نے یہ بھی اعتراف کیا کہ ابومصعب الزرقاویؒ کی شہادت میں بھی اردنی خفیہ ادارے کا ہاتھ تھا جنہوں نے ان کے مقام کے بارے میں خفیہ معلومات امریکیوں کو پہنچائیں۔اپنے سابقہ ریکارڈ کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے یہ قدم اٹھایا لیکن ان شاء اللہ وہ آئندہ کبھی ایسی جرأت نہیں کریں گے۔ یہ جواب انہیں ایسا سبق سکھائے گا جسے وہ کبھی بھلا نہ پائیں گے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے نشانے درست فرمائے۔آمین۔

السّحاب: آپ نے اردن سے پاکستان کا سفر کیسے کیا اور اس کا خرچہ کس نے اٹھایا؟

ابو دجانہ: مجھے اردنی خفیہ ادارے کی طرف سے کثیر رقم فراہم کی گئی۔اللہ کی لعنت ہو ان پر۔ انہوں نے ہی میرے سفر کے اخراجات ادا کیے اور پاکستان کا ویزہ حاصل کرنے کے لیے مطلوبہ کاغذات کے حصول میں بھی میری مدد کی۔ میں پشاور ائرپورٹ کے راستے وزیرستان آیا۔اردن کے خفیہ ادارے مجھے وقتاً فوقتاً ہزاروں ڈالرز بھیجتے رہے جو اب مجاہدین کے کام آرہے ہیں۔اِنہی ڈالروں سے ہم نے یہ بارودی سامان خریدا ہے جو ان شاء اللہ ان کی تباہی اور بربادی کا ذریعہ بنے گا۔ پشاور پہنچ کر میں نے مجاہدین سے رابطہ کیا اور بہ حفاظت سرزمینِ خراسان پہنچ گیا۔الحمدللہ... اردنی خفیہ ادارے نے ہی سفر کے لیے درکار ہر چیز کا بندوبست کیا۔

السّحاب: مجاہدین کے پاس بہ حفاظت اور کامیابی کے ساتھ پہنچنے کی بعد کیا آپ نے یہ نہیں سوچا

کہ اب اردنی انٹیلی جنس سے رابطہ ختم کر دینا چاہیے؟

ابو دجانہؒ: اس تعلق کو ختم نہ کرنے میں ہی فائدہ تھا کیوں کہ یہ تعلق اردنی انٹیلی جنس جیسے قیمتی شکار کے لیے ایک پھندا بن چکا تھا۔ سرزمینِ خراسان میں موجود مجاہدین کو بھی اس بات کا ادراک تھا اسی لیے ان کا پہلا اقدام ہی اس کارروائی کے لیے ایک شوریٰ کا قیام تھا۔

ان تمام اقدامات کا مقصد اردنی خفیہ ادارے کے اہل کاروں کو قتل یا گرفتار کر کے انہیں لہو سے لکھا یہ پیغام دینا تھا کہ الحمدللہ مجاہدین ان کی چالوں کو انہی پر الٹانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ بنیادی وجہ یہی تھی کہ اس رابطے کے ذریعے ایک بڑے ہدف کے حصول کا امکان نظر آ رہا تھا۔ اس کے علاوہ مالی فائدہ بھی تھا جو بغیر کسی محنت کے غنیمت کی صورت میں ان خبثاء سے حاصل ہو رہا تھا۔ اسی طرح کا مال مجاہدین نے جزیرۃ العرب میں بھی حاصل کیا، جب انہوں نے طاغوت محمد بن نائف کو قتل کرنے کی کوشش کی۔

یہ مجاہدین کے لیے ایک نئے دور کا آغاز ہے جس میں وہ خفیہ معلومات اور جاسوسی ذرائع پر مبنی جنگی حکمتِ عملی استعمال کریں گے۔ یہ حکمتِ عملی ان شاء اللہ اردن اور امریکا جیسے ممالک کے خفیہ اداروں کو مات دے گی جنہیں بہت طاقتور سمجھا جاتا ہے۔ یہی کچھ سوچ کر یہ فیصلہ ہوا کہ رابطے کو بحال رکھا جائے۔

السّحاب: جب ان سے رابطے کو برقرار رکھنے اور ان کی چال کو انہی پر الٹانے کا فیصلہ ہوا تو آپ نے ان کو کیسے یہ یقین دلایا کہ آپ واقعی مجاہدین کی جاسوسی کر رہے ہیں؟ اپنے اصل ارادے کو ان سے چھپانے میں کیسے کامیاب ہوئے؟

ابو دجانہؒ: یہ محض اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت سے ممکن ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ ہی کی معیت و نصرت ہمارا سہارا ہے اور وہی ہمارا محافظ ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ان کے خلاف تدبیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ٥ (الانفال: ۳۰)

''اور وہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے''۔

تو کافروں کی تدبیروں کے مقابلے میں ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ اللہ کی معیت ہی واحد سبب ہے۔ مجھے یہ یقین ہے کہ ہم مجاہدین سے ایسی غلطیاں ہوئی ہوں گی، جن کے باعث اس کارروائی کی ناکامی کا امکان بھی تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر پردہ ڈال دیا۔

مجاہدین سے مشاورت کے بعد چار ماہ تک میں نے اردنی خفیہ ادارے سے رابطہ نہیں کیا تاکہ وہ یہ سمجھنے لگیں کہ میں انہیں چھوڑ چکا ہوں۔ اور جب اس کے بعد میں ان سے مل کر اس خاموشی کی وجہ حالات کی سنگینی بتلاؤں تو وہ میری کہانی پر یقین کر لیں۔ الحمدللہ ایسا ہی ہوا۔ چار مہینے کی لاتعلقی کے بعد میں مجاہدین کے رہنماؤں کے ساتھ بنائی گئی کچھ ویڈیوز کے ساتھ ان کے پاس گیا تاکہ وہ یہ سمجھیں کہ میں خفیہ معلومات حاصل کر رہا تھا اور مجاہدین کو دھوکہ دے رہا تھا۔ الحمدللہ یہ تدبیر کامیاب رہی اور وہ خوشی سے جھوم اٹھے۔ جو ویڈیوز میں نے ان کو پہنچائیں وہ اسی مقصد کے لیے مجاہدین کے کیمرے سے بنائی گئی تھیں۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

پھر میں نے انہیں کچھ اہداف کا غلط محلِ وقوع بتایا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ غیر اہم اور غلط معلومات بھی پہنچائیں۔ مثلاً اگر مجاہدین نے کسی جگہ کوئی کارروائی کرنی ہوتی تو میں ان کو کسی اور جگہ ویسی ہی کارروائی کی اطلاع پہنچا دیتا۔ اس سے مجاہدین کو بھی فائدہ پہنچ جاتا تھا۔ اور میں ان کو کچھ ایسی درست معلومات بھی پہنچاتا جن کے بارے میں ہمارا گمان تھا کہ یہ پہلے سے ان کے علم میں ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ احمق ابوزید... جو اس کام میں میری خدمت پر مامور تھا... اور اردنی جاسوسی ادارے کو یقین ہو گیا کہ ابودجانہ خراسانی ان کے لیے کام کر رہا ہے۔ لیکن دراصل میں اللہ کی نصرت سے ان کی تباہی کے لیے کام کر رہا تھا۔

السّحاب : کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گے کہ کارروائی کی منصوبہ بندی کیسے کی گئی؟ ہدف کون تھا؟ اور آپ نے اس کارروائی کی تیاری کے دوران کن چیزوں کو پیشِ نظر رکھا؟

ابو دجانہؒ: ابتداء میں ہمارا منصوبہ پشاور میں ابوزید کو گرفتار یا قتل کرنے کا تھا۔اس کی گرفتاری... یا اگر وہ مزاحمت کرے تو اس صورت میں اس کے قتل کے لیے ایک کارروائی کی منصوبہ بندی ہو چکی تھی۔اوراس کے لیے تاریخ بھی طے ہو چکی تھی۔لیکن سیکورٹی کے حالات کے پیشِ نظر یہ طے ہوا کہ ان حالات میں یہ کارروائی خطرناک ہوسکتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے کچھ اور ہی مقدر کر رکھا تھا۔

وہ خوش تھے کہ انہیں جہادی رہنماؤں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا راستہ مل گیا ہے۔انہوں نے ملاقات کے لیے افغانستان کی طرف سے 'غلام خان' (خوست اور شمالی وزیرستان کے درمیان سرحدی قصبہ) میں آنا تھا۔حیرت انگیز طور پر ابوزید نے جاسوسی طیاروں کے محکمے کی (خاتون) چیف اوراس کام سے متعلقہ سی آئی اے کے افسران کی ایک پوری ٹیم کو غلام خان آنے پر آمادہ کرلیا ہے۔سبحان اللہ...ہم نے کچھ اور منصوبہ بندی کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت کے طور پر ہمیں ایک بڑا شکار ملنے والا ہے۔امریکی...اور وہ بھی سی آئی اے کے امریکی...تب مجھے یقین ہو گیا کہ اردنی خفیہ ادارے اور امریکی سی آئی اے کو سبق سکھانے کا بہترین طریقہ بارودی بیلٹ ہے۔اور میرے سامنے رکھا ہوا یہ سامان ہم نے اسی مقصد کے لیے خریدا ہے۔یہ اصلی سی فور (C4۔ایک طاقتور بارود) ہے۔اس کو استعمال کر کے...ان شاء اللہ... امریکی خفیہ اداروں کے ماہرین، ابوزید اوراس کے ساتھ آنے والے تمام خبثاء کو جہنم واصل کیا جائے گا۔ہمارا منصوبہ اصلاً یہ نہیں تھا...ہمارا ہدف تو صرف ابوزید تھا۔لیکن اردن اور امریکا کے خفیہ اداروں کی حماقت سے...ان شاء اللہ...ایک بڑا شکار ہمارے ہاتھ آنے والا ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔یہ میرے رب کی تدبیر ہے۔

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًاO وَّاَكِيْدُ كَيْدًاO (الطارق: ۱۵،۱۶)

''بیشک وہ کافر کچھ چالیں چلتے ہیں اور میں بھی ایک چال چلتا ہوں''۔

تو یہ میرے رب کی چال ہے۔اس اللہ کی قسم!،جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کیا، اللہ تعالیٰ کے اذن سے، ایسے ہدف کو نشانہ بنانے کی توفیق کے ملنے پر ہونے والی خوشی

ناقابلِ بیان ہے۔ان شاءاللہ...ہم ان سینکڑوں مسلمانوں کا بدلہ لیں گے جن کو اسی طاغوتی گروہ نے شہید کیا، جو اس بندہ عاجز سے ملنے آرہا ہے۔ان شاءاللہ وہ یہ امید نہیں کر رہے ہوں گے کہ میں شہادت کا متلاشی بن کر ان سے ملنے جاؤں گا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری قربانی قبول فرمالے۔آمین۔

السّحاب: واپس اردنی خفیہ ادارے کی طرف آتے ہیں۔ہم آپ سے یہ جاننا چاہیں گے کہ ان کا طریقہ کار کیا ہے؟اور مرکزی کردار کون کون ہیں؟

ابودجانہؒ: وہ شعبہ جس میں ابوزید، ابوفیصل، ابوالہیثم اور علی بورجاق کام کرتے ہیں اس کا نام ''سپاہِ حق'' ہے، حالانکہ اصلاً یہ طاغوت کے سپاہی ہیں۔ وہ اردنی خفیہ اداروں کی بیرونی کارروائیوں کے ذمہ دار ہیں۔اردنی خفیہ ادارے کے زیرِ استعمال عمارت کی چوتھی منزل پر ان کے دفاتر ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ہیں۔اگر آپ چوتھی منزل پر جائیں تو دائیں طرف علی بورجاق کا دفتر ہے، جہاں میں اس سے ملا تھا۔بائیں طرف کونے میں ابوزید کا دفتر ہے اور اس کے ساتھ ہی ابوالہیثم کا دفتر ہے۔یہ لوگ جہاد کے خلاف کام کرنے والے شعبے کے ذمہ دار ہیں۔

مجھے پورا یقین ہے کہ پچھلے شاہ اور موجودہ شاہ عبداللہ کو اس قصّے کا پورا علم ہے اور وہ جب میری یہ ریکارڈنگ دیکھے گا تو وہ اپنے آپ سے ضرور کہے گا کہ ابودجانہ سچ کہہ رہا ہے۔تمام نئی معلومات فوراً شاہ تک پہنچائی جاتی ہیں۔میں نے اس مرتد سے یقین دہانی لی تھی کہ وہ مجھے اونچا عہدہ دے گا اور مجھ پر دولت کی بارش کرے گا۔شاہ عبداللہ دوم ہی اس منصوبے کا ذمہ دار ہے یا کم از کم اس کی براہِ راست نگرانی میں یہ سب کام ہو رہا ہے۔علی بورجاق اپنی کارکردگی کی تفصیل محمد الرقاد کو دیا کرتا تھا۔الرقاد اردن کے خفیہ ادارے کا ڈائریکٹر ہے اور اردن کا دوسرا طاقتور ترین شخص ہے۔وہ شاہ سے فون لائن پر براہِ راست رابطے میں رہتا ہے اور وہی شاہ کو ساری معلومات پہنچاتا ہے۔اس لیے، ان شاءاللہ، یہ ضرب صرف اردن کے خفیہ ادارے پر ہی نہیں ہوگی بلکہ اردن کے طاغوت خبیث شاہ کے لیے بھی ہوگی۔اللہ کی لعنت ہو اس زندیق پر۔ان شاءاللہ یہ خبیث اپنے

آقا امریکا کی نظر میں بھی خوب ذلیل وخوار ہوگا۔

وہ امریکی بھی مجھے خطوط بھیجا کرتے تھے کہ ہمیں تم پر فخر ہے۔ کیسا فخر...؟ تم اس خام خیالی میں ہو کہ میں مجاہدین کی جاسوسی کروں گا...؟ ان شاء اللہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے سے پہلے تم اس دنیا میں بھی ذلت اور عذاب کا مزہ چکھو گے۔

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ○ (الطارق: ۹)

''اور اس دن راز ظاہر کر دیئے جائیں گے''۔

السّحاب: امریکی اور پاکستانی اداروں کے کفار اور مرتدین کی طرف سے مجاہدین کو افغانستان میں ہدف بنانا تو کسی حد تک سمجھ میں آتا ہے۔ لیکن اردن کی حکومت کی طرف سے اپنے وطن سے اتنا دور مجاہدین کو ہدف بنانے کے پیچھے کیا مقاصد ہیں؟

ابو دجانہؓ: پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ محض کرائے کے کتے ہیں۔ جب کوئی کتا خرید لیا جاتا ہے تو پھر اس کا مالک اسے جہاں چاہتا ہے استعمال کرتا ہے۔ امریکی خارجہ پالیسی سازوں اور سی آئی اے کی نظر میں اردنی خفیہ اداروں کی حیثیت بھی کتے کی سی ہے۔ شہید عبداللہ عزامؒ کے قتل میں خبیث علی بورجاق کے پیشِ نظر کیا مفاد تھا؟ حالانکہ وہ ایک کمتر درجے کا افسر تھا۔ عماد مغنیہ کے قتل سے اردنی خفیہ اداروں کو کیا ملا؟ دونوں شخصیات میں کتنا فرق ہے؟ ایک عالمِ ربانی اور مجاہد فی سبیل اللہ اور دوسرا رافضی شیعہ۔ یہ جاسوسی ادارے صرف امریکی مفادات کے لیے کام کرتے ہیں۔ یہ امریکیوں کے کتے ہیں۔

جب کبھی ہم انہیں کوئی خود ساختہ معلومات فراہم کرتے تھے تو وہ خوشی سے جھوم اٹھتے تھے اور امریکیوں کو بتانے کے لیے دوڑ پڑتے تھے۔ ابوزید کے خطوط ابھی بھی میرے پاس موجود ہیں جن میں وہ لکھا کرتا تھا کہ تم نے ہمارے سر فخر سے بلند کر دیے ہیں۔ تم نے امریکیوں کے سامنے ہمارے سر فخر سے بلند کر دیے ہیں۔ اللہ اکبر... میں عظمتوں والے اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اردنی خفیہ اداروں میں کام کرتا ہے... چاہے وہ ان کا باورچی یا گاڑی چلانے

والا ہی کیوں نہ ہو... ہر ایک ...چاہے وہ مالی یا گاڑی صاف کرنے والا ہی کیوں نہ ہو، وہ اللہ کے دین کا باغی اور مرتد ہے اور اس کا قتل امریکیوں کے قتل سے بھی زیادہ حلال ہے۔ یہ ملعون کرائے کے کتے ہیں۔

السّحاب : کیا اردن اور سی آئی اے کے اس سارے منصوبے میں پاکستانی خفیہ اداروں کا بھی کوئی کردار رہا؟

ابو دجانہؒ: حقیقت یہ ہے کہ امریکی عہدے داران اردن کے خفیہ اداروں پر کُلی اعتماد کرتے ہیں لیکن پاکستان کے خفیہ اداروں پر اس حد تک نہیں۔ میرے مشاہدے کے مطابق پاکستانی خفیہ اداروں کو اس منصوبے کا علم نہیں تھا۔ امریکی پاکستانی اداروں کو اس قابل بھی نہیں سمجھتے کہ انہیں پاکستان کی سرزمین پر کسی کارروائی میں شامل کریں۔ یہ امریکا کا اصل چہرہ ہے۔ امریکی اپنے غلاموں کو احترام کے قابل نہیں سمجھتے۔ اس کے باوجود کہ پاکستانی خفیہ ادارے امریکا کی خاطر غدر و خیانت اور ارتداد کی تمام حدود پھلانگ چکے ہیں، اردنی خفیہ اداروں کے مقابلے میں امریکی انہیں گھاس بھی نہیں ڈالتے۔

امریکیوں کو اردنی خفیہ ادارے پر اعتماد ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسے موساد سے بھی زیادہ قابلِ اعتماد سمجھتے ہیں۔ اردنی خفیہ ادارہ سی آئی اے کی نظر میں سب سے زیادہ قابلِ اعتماد ہے۔ لیکن ان شاء اللہ یہی ادارہ اس بارودی مواد کو ہدف تک پہنچائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی جاسوسی ادارہ ہے جو مجھے میرے گھر سے لایا اور اسی نے راہِ جہاد میں نکلنے کے لیے میرے راستے کے تمام مراحل آسان کیئے۔ مجھے رقوم فراہم کیں۔ چند دن بعد انہوں نے بس مزید ایک کام کرنا ہے... ان شاء اللہ۔ میں ان سے ملنے غلام خان جاؤں گا۔ وہ مجھے ہیلی کاپٹر کے ذریعے لے جائیں گے اور وہی گروہ میرا انتظار کر رہا ہوگا۔ ان شاء اللہ میں انہیں نشانِ عبرت بناؤں گا۔ اس ملاقات کا بنیادی مقصد مجھے مقامات کی انتہائی درست نشاندہی کرنے والے آلات کی فراہمی ہے لیکن اس کا انجام، ان شاء اللہ، امریکی اور اردنی خفیہ اداروں کے لیے موت، تباہی اور ذلت کی صورت میں ہوگا۔

السّحاب: آپ نے اس کارروائی کے لیے فدائی حملہ کرنے کا طریقہ ہی کیوں چنا؟

ابودجانہؒ: قائدینِ جہاد کے ساتھ شوریٰ کے اجلاس میں ہم اس بات پر غور کرتے رہے ہیں کہ دشمن کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ ایسا طریقہ جس میں مجاہدین کا نقصان کم سے کم ہو۔ ہم اس پر متفق ہوئے کہ اس کے لیے بہترین طریقہ شہیدی حملہ ہے۔ انتہائی کم شہادتوں اور نقصانات کے ساتھ دشمن کو زیادہ سے زیادہ تباہی سے دوچار کرنے کا بہترین طریقہ شہیدی حملہ ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سات آسمانوں کے اوپر سے میرے لیے بھیجی گئی ایک عظیم نعمت ہے کہ مجھے ایسی کارروائی کا موقع مل رہا ہے جس میں میری ٹانگوں کے پارچے بنیں گے، میری ہڈیاں اور دانت بھی پارچوں میں تبدیل ہوں گے اور یہ پارچے امریکی اور اردنی خفیہ اداروں کے کفار و مرتدین کی ہلاکت کا باعث بنیں گے۔ میں کیسے اس نعمت کی ناقدری کر سکتا ہوں۔ یہ موقع تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے۔ میں اسے کیسے ضائع کر سکتا ہوں۔ اگر کوئی اور فرد یہ کارروائی کر بھی سکتا ہو تو میں اسے کیسے اس کی اجازت دے سکتا ہوں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ میرے علاوہ کوئی اور یہ کام کر بھی نہیں سکتا کیونکہ میں ان سے رابطے میں ہوں اور وہ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں۔ لیکن اگر بالفرض کسی اور کے لیے یہ ممکن ہوتا بھی... تب بھی اللہ کی قسم...! میں کسی اور کو اس کی اجازت نہ دیتا... بعد اس کے... کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمت عطا کر دی اور ان خبثاء کو واصلِ جہنم کرنے کا ایک نادر موقع فراہم کیا۔

اس سے انہیں ایک اور پیغام بھی ملے گا۔ جب ایک ایسا شخص جسے وہ اپنا جاسوس سمجھتے ہیں وہ اپنے جسم پر بارود باندھ کر ان کی تباہی اور بربادی کا ذریعہ بنے گا تو اس سے ان کے حوصلے پست ہوں گے اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ دینِ اسلام کے فرزندوں نے نہ پہلے کبھی اپنے دین پر سودے بازی کی، نہ آئندہ کریں گے۔ اور یہ کہ ان کا دین انہیں ہر شے سے بڑھ کر عزیز ہے۔ الحمدللہ۔

السّحاب: ملاقات کے آخر میں کیا آپ مجاہدین کو... بالخصوص اردن کے مجاہدین کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

ابو دجانہؒ: سب سے پہلے میں شیخ ابو محمد المقدسی، شیخ ابو محمد الطحاوی اور اردن میں موجود تمام مجاہدین تک اپنا سلام پہنچانا چاہوں گا۔ میرا ان کے لیے پیغام ہے کہ صبر کا دامن تھامے رکھیں۔ اللہ کی قسم...! ہم نے اردنی خفیہ اداروں اور ان کی جیلوں کو دیکھا ہے۔ وہ تو ہمارے بھائیوں کو انتہائی پست آواز میں بھی تلاوت نہیں کرنے دیتے۔ یہاں تک کہ بعض جگہ قرآن کی تلاوت کرنا ہی ممنوع ہے۔ میں انہیں صبر کی تلقین کرتا ہوں۔ یہ بات جان لیں کہ ان تمام مسائل کا صرف ایک ہی حل ہے کہ اردن کو چھوڑ کر ارضِ جہاد کی طرف نکلا جائے اور جہادی تربیت حاصل کر کے واپس اردن میں جا کر جہادی کارروائیوں کا آغاز کیا جائے۔

خبردار! کہیں غافل نہ ہو جانا۔ اپنے جہاد کو خفیہ ادروں کے لیے آسان ہدف نہ بنا لینا... کہ پرانی غلطیاں ہی دہراتے جاؤ۔ ایسا مت کرنا۔ آپ کو لازماً کوئی راستہ نکالنا چاہیے۔ ایسا کرنا مشکل ہو گا لیکن اتنا مشکل نہیں ہے جتنا میرے لیے تھا۔ میں تو جیل میں تھا۔ اردنی جاسوسی اداروں کی جیل کا ایک خستہ حال قیدی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے جاسوسی ادارے کی جیل سے نکال کر مجاہدین کی جنت سرزمینِ خراسان میں پہنچا دیا۔ تو آپ بھی ہمت نہ ہاریں۔ یہ بھی سن لیں کہ خفیہ ادارے کا افسر ابو زید آپ کا مذاق اڑایا کرتا تھا، وہ کہتا تھا کہ یہ تو محض کھا پی کر جہاد کے بارے میں باتیں کرنے والے لوگ ہیں اور ان کا عمل کی دنیا سے تعلق نہیں۔

وقت آ چکا ہے کہ آپ ابو مصعب الزرقاویؒ اور ہماری بہن ساجدہ الرشاوی کا انتقام لیں۔ آپ کیسے آرام سے بیٹھ سکتے ہیں جبکہ آپ کہ علم میں ہے کہ وہ اردن کے طاغوتی اداروں کی قید میں ہیں۔ کیا آپ اردنی جاسوسی ادارے کے کسی افسر کو اغوا نہیں کر سکتے؟ کیا آپ اس کے لیے کوئی پھندا تیار نہیں کر سکتے؟ انہیں تلواروں اور چاقوؤں سے قتل کر ڈالیں۔ انہیں دھوکہ دیں، انہی کی چالوں کو ان پر الٹا دیں۔ اگر آپ ان سے متعلقہ کسی بھی فرد کو جانتے ہیں... چاہے وہ ان کا

ڈرائیور ہی کیوں نہ ہو...اسے پکڑیں اور قتل کریں اور اللہ سے اجر کی امید رکھیں۔ یہ ان طواغیت کی قید میں رہنے سے کہیں بہتر ہے۔

اردنی جاسوسی ادارے کے اہل کاروں کو قتل کرنے کے بارے میں کسی سے نہ پوچھیں۔ کسی سے بھی مشورہ نہ لیں۔ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے ان الفاظ کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ خوب جان لیں کہ ان کے بارے میں کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ اُن اہلِ علم کے الفاظ ہیں جن سے میں نے اس بارے میں پوچھا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اردن کے جاسوسی اداروں سے متعلقہ کسی بھی شخص کو قتل کرنے کے بارے میں کسی سے مشورے کی کوئی ضرورت نہیں ہے...چاہے وہ ان کا باورچی ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے قتل کے بارے میں سوال پر ایک عالم نے مجھے جواب دیا۔ ''بیٹے اپنی گرفتاری سے رہائی تک جسے تم نے ان کے ساتھ دیکھا ہے اس کا خون حلال ہے''۔ سیکورٹی اداروں کے جن اہلکاروں کو آپ نے اپنی قید سے رہائی تک دیکھا ہے ان سب کو مارنا جائز ہے۔ انہیں جہنم واصل کریں۔ اللہ کی قسم! ان کا خون حلال ہے۔ انہیں قتل کریں اور اپنے اس عمل کے ذریعے اللہ سے قریب ہو جائیں۔ مجاہدین کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑیں اور اپنی بہن ساجدہ الرشاوی کو بھلا نہ دیں۔

آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں۔ اے اللہ!...اے کتاب کو نازل کرنے والے... بادلوں کو چلانے والے... لشکروں کو ہزیمت دینے والے...اے اللہ!...امریکی اور اردنی خفیہ اداروں کو شکست دے دے... اے اللہ!...انہیں شکست دے اور ان پر زلزلے برپا کر دے...اے اللہ!...ہمیں ان کو قتل کرنے کی توفیق دے...اے اللہ!...تمام جہانوں کے رب!... ہمیں ان کے سرداروں کو قتل کرنے کی توفیق دے...اے اللہ!...ہمارے خون کو قبول فرمالے... اے اللہ!...ہماری شہادتوں کو قبول فرمالے... یارب العالمین!...ہمارے خون کو قبول فرمالے... اے اللہ!...میرا خون بہاتا چلا جا... یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے... یارب العالمین!...میرا خون بہاتا چلا جا... یہاں تک کہ تو میری مغفرت کر دے۔

اور آخر میں شہید ڈاکٹر ابودجانہ کا ایک پیغام پیشِ خدمت ہے جو انہوں نے اپنے کچھ پیاروں کے لیے دیا۔

میرا یہ پیغام اپنے قابلِ احترام بھائی، عظیم مصنف لویس عطیۃ اللہ کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے۔

عزیز از جان بھائی! مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ یہ پیغام آپ تک پہنچے گا۔ اور ان شاء اللہ آپ دوبارہ تصنیف کے میدان کی طرف آئیں گے۔ کیوں کہ آپ کے مجاہد بھائی آپ کے مضامین کے منتظر ہیں۔ میرے بھائی! اللہ تعالیٰ نے آپ کو لکھنے کی صلاحیت دی ہے تو مجاہدین اور اپنے بھائیوں کو اس سے محروم نہ رکھیئے۔ اللہ سے دعا ہے کہ میرا یہ پیغام آپ کی سوچ کو بدل دے اور آپ یہ نہ کہیں کہ جہاد پر لکھنے والے تو بہت ہیں۔ نہیں...کوئی اور آپ کی جگہ نہیں لے سکتا۔ اللہ سے دعا ہے کہ آپ میری پکار کا جواب دیں اور آپ کا قلم پھر سے دین کی نصرت کے لیے لکھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

میرا دوسرا پیغام اپنی پیاری ماں امِّ عمارہ کے لیے ہے جو ابوالعینا المہاجر کی ماں ہیں جس نے عراق میں شہیدی حملہ کیا تھا۔ تب میں نے ایک مضمون لکھا تھا جس کا عنوان تھا 'جب ابوالعینا دولہا بنا'۔ میں اپنی عظیم ماں سے کہوں گا کہ آپ کا بیٹا ابودجانہ ان شاء اللہ بہت جلد جنت میں ابوالعینا کے پاس پہنچ جائے گا۔ اور ان شاء اللہ میں اسے آپ کا پیار اور آپ کا سلام پہنچاؤں گا۔ اور اسے یہاں کے احوال کے بارے میں بتاؤں گا تاکہ وہ آپ کے بارے میں خوشیاں منائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصیتِ شہید ابو دجانہ خراسانی رحمہ اللہ

یہ جہاد فرضِ عین ہے...!
پھر تردد کیسا...؟

الحمدللہ الواحد المتعال، والصلوة والسلام علی الضحوک القتال، سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین. و من سار علی ھدیھم الی یوم الدین.

أحییکم بتحیة الاسلام: السلام علیکم و رحمة اللہ و برکاته.

أما بعد،

میں یہ مختصر پیغام ہر اس مسلمان کو جہاد فی سبیل اللہ پر تحریض دلانے کے لیے چھوڑ رہا ہوں جو اس شش و پنج میں ہے کہ آیا وہ عزت و سربلندی کے راستے پر نکلے یا ذلت کے ساتھ پیچھے بیٹھا رہے۔

اے میرے بھائی!...میں آپ کے لیے یہ پیغام اس یقین کے ساتھ چھوڑ رہا ہوں کہ آپ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ مجاہدین کے قریب ہیں۔تقریباً ہر مجاہد کو جہاد کے میدانوں میں آنے سے قبل شش و پنج اور تذبذب کے انہی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔تاہم کچھ لوگ ان

مراحل کو چند دنوں، چند گھنٹوں یا چند گھڑیوں میں طے کر جاتے ہیں جبکہ کچھ لوگوں کے لیے یہ دورانیہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔حتیٰ کہ ان کی زندگی کی شام ہو جاتی ہے مگر وہ یہ فیصلہ نہیں کر پاتے۔

میرے پیارے بھائی!... یہ مت سوچیئے کہ آپ کے اس مسکین بھائی کو آپ کی کیفیات کا اندازہ نہیں ہے۔میں نے آپ لوگوں کے درمیان اتنا طویل عرصہ گزارا ہے کہ میں اپنے آپ کو آپ کے احساسات کے بہت قریب محسوس کرتا ہوں۔ایسا لگتا ہے کہ جیسے میں آپ کے شعور اور لاشعور کے درمیان اس کھینچا تانی کا نظارہ کر رہا ہوں جس نے جہاد کی اُس محبت کو ابھر آنے سے روکے رکھا ہے جو آپ کے دل کی گہرائیوں تک میں اتری ہوئی ہے۔اسے لوگوں کے سمندر میں ایک اجنبی کی طرح در بدر کر رکھا ہے...ایک تنہا اداس دل کی طرح...جو ہر دم کسی ہم نشیں کی تلاش میں ہو۔

یہ الفاظ...جن سے میں آپ کو اتنے قریب سے پکار رہا ہوں...میرے جسم کے ٹکڑے ہیں جنھیں میں نے خوشبو کی صورت میں ہواؤں میں بکھیر دیا ہے۔تا کہ ان کی صدا ہمیشہ آپ کے کانوں میں گونجتی رہے۔اور تا کہ میں ان کے ذریعے آپ کے دلوں میں حبِّ جہاد کے بیج بو سکوں۔اس امید کے ساتھ کہ اگر میں اپنے خون سے ان کی آبیاری کرنے میں کامیاب رہا تو ان بیجوں سے جہادِ عظیم کے تن آور درخت...لہلہاتے باغات کی صورت میں پروان چڑھیں گے۔

کاش ان الفاظ کے سوا آپ کو جگانے کا کوئی اور بھی ذریعہ ہوتا...تو میں آندھیوں سے پہلے چلنے والی ہواؤں کی طرح اڑ کر آپ تک آ پہنچتا۔اور آپ میں سے ہر ایک کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے جھنجھوڑتا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سناتا:

اِلَّا تَنۡفِرُوۡا يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۙ وَّيَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ وَلَا تَضُرُّوۡهُ شَيۡـئًـا...(التوبة: ۳۹)

''اگر تم نہیں نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے''۔

کاش میرے پاس اتنی جانیں ہوتیں جتنے میرے سر کے بال ہیں تو میں ان سب کو جمعہ کے دن مساجد میں مسلمانوں کی طرف بھیجتا اور انہیں خبر دار کرتا کہ اے حی علیٰ الصلوٰۃ پر لبیک کہنے والو!...تم میں کوئی خیر نہیں اگر تم نے حی علیٰ الجہاد کی پکار پر بھی لبیک نہ کہا۔

آخر کب تک جہاد کی محبت خیالوں اور زبانی دعوؤں تک محدود رہے گی؟ کب تک یہ محبت مسلمانوں کی حالتِ زار دیکھ کر شرمندگی کے چند آنسو بہا لینے... یا کوئی ترانہ سن کر... یا کوئی نظم پڑھ کر پیدا ہونے والے وقتی جوش سے آگے نہیں بڑھ پائے گی؟ کب تک آپ اسے فارغ وقت گزارنے کے لیے ایک مشغلہ بنائے رکھیں گے؟

ہمیں نہ تو باذوق ناظرین کی تلاش ہے اور نہ ہی ہمدردانہ جذبات کی۔ ہم تو آپ کو مجاہدین کی صفوں شامل میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور ہم اس کے لیے کوشاں رہیں گے جب تک کہ آپ راہِ جہاد کے راہی نہ بن جائیں۔ ہم اپنی دعوتی نشریات کے ذریعے آپ تک پہنچیں گے۔ آپ کو تحریض دلانے اور آپ کے جذبات کو مہمیز دینے کے لیے وہ تمام ذرائع استعمال کریں گے جن سے آپ کے دل اس بات کے لیے بے تاب ہو جائیں کہ آپ بھی جہاد کے میدانوں میں ابطالِ اُمّت کے ہم رکاب ہو جائیں۔ چاہے اس کے لیے ہمیں دشمن کی طرف اپنی توجہ کم ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔ یہاں تک کہ آپ مجاہدین کے ساتھ آملیں۔ ہم آپ کو تحریض دلاتے رہیں گے... کبھی کوئی سنہرا خواب آپ کو اپنی جانب کھینچے گا اور کبھی کوئی ڈراؤنا منظر آپ کا پیچھا کرے گا...تاکہ آپ کے امن وسکون میں خلل آجائے...اور آپ کی خستہ حالی آپ کو یاددہانی کروائے کہ آپ نے مجاہدین کا ساتھ چھوڑ رکھا ہے۔

ہم آپ کو الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا اور انٹرنیٹ پر خفیہ پیغامات بھیجیں گے جن کے معانی صرف آپ سمجھ سکیں گے۔ ہر وہ خبر جس میں ہمارا ذکر ہوگا آپ اسے ایسے پڑھیں گے جیسے وہ آپ کا ذکر کر رہی ہو۔ ہمارے بارے میں ہر بحث آپ کو ایسے دکھائی دے گی گویا یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ کے پیچھے بیٹھے رہنے کی شکایت ہے۔ آپ کو حروف، سطور اور مناظر کے پیچھے اپنے

اصل نام اور تصاویر نظر آئیں گی اور ایسا محسوس ہوگا جیسے آپ کی طلب مجاہدین کو انتہائی زیادہ ہے۔ آپ کو ایسا محسوس گا کہ گویا مجاہدین ساری دنیا میں صرف آپ ہی سے مخاطب ہیں۔ وہ صرف آپ ہی کو قتال پر ابھار رہے ہیں یہاں تک کہ آپ بھی ان میں جا شامل ہوں۔

صریح آیات کے معانی اور احادیثِ صحیحہ کی عبارتیں آپ کا پیچھا کریں گی۔ سیرۃ ابن ہشام کے ابواب اور **اسد الغابة فی معرفة الصحابة** کی سطور آپ کو ابھاریں گی۔ یہاں تک کہ آپ یہ تصور کرنے لگیں گے کہ جیسے عمیر بن الحمامؓ فلوجہ کے معرکے میں شہید ہوئے ہوں اور جیسے انس بن نضرؓ نے خوست میں فدائی حملہ کیا ہو۔ جہاد سے دور رہ کر آپ کے مشاغل آپ کے لیے پُر لطف نہیں رہیں گے، یہاں تک کہ آپ کو عبادات میں بھی مزہ نہیں آئے گا۔ ہم آپ کو بار بار بلاتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ ہم سے آملیں۔

میرے ایمان کے ساتھیو!...اللہ تعالیٰ نے طواغیت کے ذریعے اس امت کا امتحان لیا ہے...جو لوگوں کو دین سے دور کر رہے ہیں۔ سنتوں کو ترک کیا جا رہا ہے، بدعات کی ترویج جاری ہے۔ فطرتوں کو مسخ کیا جا رہا ہے اور جہاد کو بہت سے مسلمانوں کی نظروں میں دیوانوں کا کھیل بنا دیا گیا ہے۔ شیاطینِ جن کے علاوہ شیاطینِ انس بھی مسلمانوں کے راستے میں بیٹھ کر انہیں جہاد فی سبیل اللہ سے روک رہے ہیں۔ وہ ان سے کہتے ہیں...کیا تم جہاد فی سبیل اللہ میں جا کر اپنے آپ کو مرواؤ گے، اپنی بیوی سے کسی اور کو شادی کرنے دو گے، اپنے بچوں کو یتیم کرواؤ گے؟ وہ یہ کہہ کر روکنے کی کوشش کرتے ہیں...تم اپنی خوبصورت بیوی کس کے لیے چھوڑ دو گے؟ کون تمہاری بوڑھی ماں کی خدمت کرے گا؟ کون تمہارے ضعیف باپ اور ننھے بچوں کا خیال رکھے گا؟ اور تم اپنی بہترین ملازمت اور خوبصورت مکان کو چھوڑ کر کیسے چلے جاؤ گے؟

لیکن اگر آپ انہیں یہ بتائیں کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ پر نہیں جا رہے بلکہ آپ تو گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے یا اعلیٰ دنیاوی علوم کا کوئی کورس کرنے جا رہے ہیں تو آپ ان کے چہرے کھِلے ہوئے دیکھیں گے۔ وہ اپنے وقت، مال اور مشوروں سے آپ کی مدد کریں گے اور

آپ کی ساتھ سفر کی بھرپور خواہش رکھیں گے...چاہے ان کو آپ کے سوٹ کیس میں ہی گھس کر جانا پڑے۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّ سَفَرًا قَاصِدًا لَّا تَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ... (التوبة: ۴۲)

''اگر جلد وصول ہونے والا مال اسباب ہوتا اور ہلکا سا سفر ہوتا تو یہ ضرور آپ کے پیچھے ہو لیتے لیکن ان پر تو دور دراز کی مسافت مشکل پڑ گئی''۔

میرے بھائی ہوشیار رہنا کہیں رشتہ داروں اور دوستوں کے بھیس میں یہ دشمن آپ کو فریضہ جہاد سے غافل نہ کر دیں۔خبردار کہیں وہ آپ کو دھوکا دے کر گمراہ نہ کر دیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ... (التغابن: ۱۴)

''اے ایمان والو! تمہارے بعض بیویاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں۔خبردار! ان سے ہوشیار رہنا''۔

اے میرے تردّد میں پڑے ہوئے بھائی! ہوشیار رہنا۔حق کو دیکھ لینے کے بعد دوسروں کے معیارات کے مطابق زندگی گزارنے پر راضی نہ ہو جانا۔ان کی خوشیوں کو اپنی خوشیاں نہ سمجھ لینا۔ نبی ﷺ کے چچا ابو طالب کی طرح نہ ہو جانا جنہیں پتا تھا کہ ان کا بھتیجا اللہ کا رسول ہے لیکن پھر بھی وہ اپنے دشمنوں کی خواہشات پر مرنے پر مصر رہے۔اور اپنے آخری سانس میں کہا کہ میں اپنے آبا وٴاجداد قریش کے مذہب پر مر رہا ہوں۔

اے میرے متذبذب بھائی!...جس نے جہاد کو حق تو جان لیا ہے مگر ابھی تک پیچھے بیٹھے رہنے کی راہ ہی اختیار کی ہے...ایک دن آئے گا جب آپ بسترِ مرگ پر ہوں گے اور جہاد کو موت و تباہی قرار دینے والے اور پیچھے بیٹھے رہنے کو بقا کا راستہ کہنے والے لوگ آپ کے اردگرد ہوں گے، اور آپ کے ساتھ خاموش، ہمدردانہ اور تعزیتی نگاہوں کا تبادلہ کریں گے۔آپ سے

شدید محبت رکھنے والے آپ پر نوحہ کناں ہوں گے۔ کچھ دوسرے ہسپتال کے اخراجات کی ادائیگی اور تجہیز و تکفین کے انتظامات میں مشغول ہوں گے۔ وہ آپ کی میز پر گلدستہ رکھ دیں گے جس پر اس دنیا میں ان کی طرف سے آپ کے لیے آخری جھوٹ درج ہوگا۔ اس یقین کے باوجود کہ موت آپ کو ان سے جدا کرنے والی ہے، آپ کے علاج معالجے کی فوری کوششیں ہوں گی۔ مگر جب موت اپنا وار کرتی ہے تو اس کے سامنے ساری تدبیریں بیکار جاتی ہیں۔

اس وقت آپ کو میرے یہ الفاظ یاد آئیں گے اور آپ پچھتائیں گے۔ لیکن تب پچھتانا بے سود ہوگا۔ اس وقت آپ شہدا کے بارے میں سوچیں گے۔ حمزہ بن عبدالمطلبؓ، انس بن نضرؓ، عبداللہ عزامؒ، ابومصعب زرقاویؒ، ابواللیث اللیبیؒ، ابوجہاد المصریؒ...اور پھر آپ اپنی زندگی کے بارے میں سوچیں گے اور خود سے کہیں گے کہ افسوس ہے کہ موت نے اتنی جلدی تمہیں آلیا۔ تب آپ کو اس حقیقت کا ادراک ہوگا کہ آپ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہیں اور آپ کے اردگرد کے لوگوں نے... جو جہاد چھوڑنے کی ذلت میں مبتلا ہیں... آپ کو دھوکہ دیا ہے۔ تب آپ کو احساس ہوگا کہ آپ کا معاملہ ان مجاہدین سے یکسر مختلف ہے جن سے آپ کو محبت تھی۔ آپ کا نکتہ نظر بھی ان جیسا تھا... آپ بھی اللہ کے راستے میں نکلنے کی چاہت کا دعویٰ کرتے تھے... لیکن... وہ تو اپنی محبوب موت پا گئے... اور آپ تو وہ موت مر رہے ہیں... جو پیچھے بیٹھے رہنے والوں کا نصیب ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

میں آپ کو ایک مختصر قصہ سناتا ہوں اس امید کے ساتھ کہ یہ آپ کو جہاد فی سبیل اللہ پر ابھارے گا۔ یہ وہیل چیئر پر بیٹھے ایک معذور شخص کی کہانی ہے جس نے عزم کیا کہ وہ راہِ حق کا راہی ضرور بننے گا۔ وہ ایک غیر عرب مسلمان... جس کا نام احمد ہے... ایسی بیماری کا شکار ہے جس نے اس کے نچلے دھڑ کو مفلوج کر دیا ہے، اور وہ صرف اپنے ہاتھ استعمال کر کے چل سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کے بے مثال جذبے نے اسے ارضِ جہاد میں اپنے بھائیوں کے پاس پہنچا دیا۔ مجاہدین کے مرکز میں پہنچ کر اس نے مطالبہ کیا کہ اسے بھی ساری رات کی پہرے داری کرنے

والوں میں شامل کیا جائے۔ جب امیر رضا مند ہو گیا تو وہ اس خوشی سے رونے لگا کہ اس کی آنکھیں اللہ کے راستے میں پہرے داری کرتے ہوئے رات گزاریں گی۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس رات، میں مرکز سے باہر پہرے دار کی جگہ کے قریب سویا ہوا تھا۔ میں نے رات بھر اس کی حالت کا مشاہدہ کیا۔ پہرہ شروع ہونے سے لے کر طلوعِ صبح تک احمد کرسی پر بیٹھا اللہ کے راستے میں اپنے مرکز کی پہرے داری کرتا رہا۔ وہ اس سارے دورانیے میں اللہ کو یاد کرتا، اس سے مغفرت طلب کرتا رہا اور اس کے سامنے آہ وزاریاں کرتا رہا۔ میں مجسم حیرت بنا اسے دیکھ رہا تھا کہ کیسے اس نے پوری رات اللہ کے راستے میں پہرے داری کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی خشیت سے آہ وبکا کرتے ہوئے گزار دی۔ مجھ پر بارہا نیند کا غلبہ ہوا لیکن میں جب بھی جاگا میں نے اس کو اسی حالت میں پایا۔ باقی سب پہرے دار مجاہدین رات بھر میں باری باری پہرہ دیا کرتے تھے لیکن وہ صبر کا پیکر بنا خوشی سے ساری رات پہرہ دیتا رہا۔

میں نے حیرانگی سے اپنے آپ سے پوچھا، کیا مسلمان آج کے دور میں میدانِ جہاد کی ایسی نادر مثالوں سے واقف ہیں؟... یا کہ وہ پیچھے بیٹھے رہنے والوں اور دھوکے بازوں کی تحریروں سے دھوکے کھا چکے ہیں؟

اللہ کی قسم اگر جہاد میں ایسے پاکیزہ لوگوں کی رفاقت اور ان کی زندگیوں سے سبق حاصل کرنے کے علاوہ کوئی اور نعمت نہ بھی ہوتی تو یہی چیز اسی راستے میں نکلنے کے لیے کافی تھی۔ تو اے تردّد کا شکار ہو جانے والو!... ذرا غور کرو کہ تم کتنی بڑی خیر سے محروم ہو رہے ہو۔

میرے دینی بھائی!... جان لو جب یقین میں ضعف آتا ہے، ایمان زوال کا شکار ہوتا ہے اور انسان اپنی عقل وحواس کی بنیاد پر عقائد اختیار کرتا ہے، تب وہ مادیت پرستی کا شکار ہو کر ایمان بالغیب سے دور ہو جاتا ہے۔ دنیاوی زندگی پر خوش اور مطمئن ہو کر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔ اُخروی زندگی کا تذکرہ اسے پریشان کرنے لگتا ہے۔ پھر اس کے لیے دنیاوی زندگی ایک عقلی حقیقت اور اُخروی زندگی محض ایک اجنبی خیال بن کر رہ جاتی ہے۔ اس کے بعد انسان اپنے عقائد

سے انحراف کر کے حواسِ خمسہ کا پجاری بن کر رہ جاتا ہے۔ ایسا انسان صرف دنیاوی زندگی کی اُس زیب وزینت پر یقین رکھتا ہیں جو اسے دکھائی دیتی ہے۔ اور بالآخر اس کی عقل کسی ایسی زندگی کے تصور سے بھی عاری ہو جاتی ہے جو اس کی نظروں سے اوجھل ہو۔

اس کی مثال رحمِ مادر کے اندر تین تاریکیوں میں بیٹھے بچے کی طرح ہے جو نہ دیکھ سکتا ہے، نہ سن سکتا ہے اور نہ ہی بول سکتا ہے۔ وہ کنوئیں میں ڈوبتے ہوئے شخص کی مانند ہے جس کی اپنے اردگرد کی اشیاء پر کوئی گرفت نہیں رہتی۔ اسے یہ سمجھ ہی نہیں کہ اس نے کہاں جانا ہے، کب جانا ہے اور کیوں جانا ہے۔ آزادی اور حرّیت سے محروم رحمِ مادر میں سویا پڑا ہوتا ہے۔ وہ رحمِ مادر سے باہر کی دنیا سے ناآشنا ہوتا ہے۔ اور اپنے محدود علم کی بنیاد پر ان حقائق کو مجہول و معدوم چیز سمجھتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ رحمِ مادر میں موجود بچوں کو نطق و بیاں کی صلاحیت عطا کرتے تو یہ اپنی ناقص عقلوں کے باوجود پیدائش کے وقت کی سختیوں اور تکالیف کے بارے میں کتابیں لکھتے اور اشعار کہتے سناتے کہ کیسے بعض کو ان کی پیشانیوں سے جبکہ بعض کو ان کی ٹانگوں سے پکڑ کر کھینچ لیا گیا۔ وہ پیدائش کے بعد کی پہلی چیخ کی ایسے منظر کشی کرتے جیسے وہ سکرات الموت کی کوئی تکلیف ہو۔ وہ ولادت کو ایسے ہی بیان کرتے جیسے ہم موت کو بیان کرتے ہیں۔

وہ رحمِ مادر کی تاریکی، وحشت اور ذلت کے باوجود بھی اسی سے ہی چمٹے رہتے، اس کے جمال وکمال کے گیت گاتے، پیدائش سے خوفزدہ رہتے اور اس سے فرار کی راہیں ڈھونڈتے... کیوں کہ اس کے بعد انہیں ایک نئی دنیا کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

لیکن حقیقت رحمِ مادر میں موجود بچے کے تصور سے بالکل برعکس ہے۔ بچہ تو رحمِ مادر میں اُس زندگی کی تیاری کے لیے آتا ہے جس کا آغاز اس کی پیدائش کے بعد ہونا ہے... جسے وہ ناگہاں موت سمجھتا ہے۔ ہمیں اس کا یقین اس لیے ہے کیونکہ ہم ان دونوں مراحل سے گزر چکے ہیں۔ اسی لیے آپ کو کوئی ایسا انسان نہیں ملے گا جو واپس رحمِ مادر میں جانا چاہتا ہو۔

دنیا کو قید خانہ سمجھنے والا مومن، موت کو اسی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور اللہ کے راستے کے

مجاہد کے لیے موت ایک نئی ولادت کی طرح ہے جو اس کے لیے ابدی سعادتوں کے دروازے کھول دیتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ کسی شہید نے واپس آ کر ہمیں وہاں کے احوال نہیں بتائے...لیکن یہ اللہ پر، اس کی کتاب پر، اور اس کے رسول ﷺ پر ہمارا ایمان ہے جو ہمیں اللہ کے راستے میں اس حد تک موت کا متمنی بناتا ہے۔

اس ذات کی قسم...جس کے قبضے میں میری جان ہے!...ایک مومن کی لیے اس دنیا کی زندگی اس سے بھی زیادہ تنگ وتاریک ہے جتنی رحمِ مادر میں موجود بچے کے لیے وہاں کی زندگی۔ اور اس قید سے نکلنے کا سہل ترین راستہ اللہ کے راستے میں شہادت کی موت ہے۔

رحمِ مادر سے اس دنیا میں منتقل ہونے والے بچے کو جس درد والم سے گزرنا پڑتا ہے وہ شہید کی موت کے مقابلے میں ایک وحشت ناک حقیقت ہے کیونکہ شہید کو تو محض ایک چیونٹی کے کاٹے کی تکلیف ہوتی ہے۔ مجاہد تو موت کو اس تنگ وتاریک دنیا سے ایک وسیع وعریض اور لامحدود دنیا میں منتقلی سمجھتا ہے۔ اگرچہ اس نے اس زندگی کو دیکھا نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اس زندگی کی پہچان کروادی ہے۔

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ۝ (محمد: ۶)

''اور انہیں اس جنت میں لے جائے گا جس سے انہیں شناسا کر دیا ہے''۔

اللہ کے راستے میں مارے جانے والے مردہ نہیں ہیں... چاہے آپ نے ان کے جسموں کو منوں مٹی تلے دفن کر دیا ہو۔ وہ مردہ نہیں ہیں...چاہے آپ انہیں مردہ سمجھ کر ان کے لیے رحمت کی دعائیں کرتے ہوں۔ وہ مردہ نہیں ہیں...چاہے آپ ان کے لیے آنسو بہائیں یا ان کے گھروں میں تعزیت کریں۔ وہ تو زندہ ہیں لیکن آپ اس اعلیٰ زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔ وہ ایسی جگہ زندہ ہیں جس کا آپ کو ادراک نہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں ان کی زندگی کی ایک جھلک دکھادے تو محاذوں کے محاذ ویسی زندگی کی تمنا کرنے والوں سے بھر جائیں۔ اور اگر اللہ آپ کو سبز جنتی پرندوں کے قالب میں موجود شہیدوں کی ایک گفتگو سنوا دے تو آپ کو معلوم ہو جائے

کہ وہ اللہ سے آپ کے لیے رحمت اور استقامت کی دعائیں کرتے ہیں۔

میرے تذبذب کے شکار بھائی!... میں ایک واقعے کے ذریعے آپ کے اسلامی اخوت اور محبت کے جذبات کو مخاطب کرنا چاہوں گا۔ ذرا ایک لمحے کے لیے اپنی آنکھیں بند کریں اور اپنے تصور کو اس قصّے پر مرکوز کریں، جو افغانستان میں پیش آیا۔ محض الفاظ کو نہ سنیں بلکہ یوں تصور کریں کہ یہ مناظر آپ کی دماغ کی سکرین پر آپ کو دکھائے جا رہے ہیں۔

ایک دن امریکیوں نے دو طالبان رہنماؤں کو گرفتار کرنے کے لیے ایک افغان گاؤں پر حملہ کیا۔ ان قائدین کی کارروائیوں کی وجہ سے امریکیوں کا ناک میں دم آیا ہوا تھا۔ گھمسان کے معرکے کے بعد یہ دونوں رہنما شہادت کا اعلیٰ مقام پا گئے۔ **نحسبهم كذالك والله حسيبهم۔** لیکن اس سے صلیب کے پجاریوں کے انتقام کی آگ نہیں بجھی۔ وہ ان دونوں کی بیویوں کو اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں لے گئے اور پھر بلندی پر پرواز کرتے ہوئے انہوں نے ان عورتوں کے کپڑے زمین پر پھینکنا شروع کر دیئے تاکہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ دونوں شہیدوں کے گھر والوں کا کیا حشر ہوا۔

میں جب اس واقعے کے بارے میں سوچتا ہوں اور لمحہ بہ لمحہ اس کے مناظر کی شدت کا تصور کرتا ہوں تو میرا دل کرتا ہے کہ کاش میری دس لاکھ جانیں ہوتیں اور میں ان سب کو ان عفت مآب مسلمان بہنوں کے لیے قربان کر دیتا۔ کاش میں ان علمائے سوء کو جو اپنے مکروہ فتاویٰ کے ذریعے جہاد کی مخالفت اور امریکا کی حمایت کرتے ہیں، ایک میدان میں جمع کر سکتا تاکہ مجاہدین کے یتیم بچے اور بیوہ عورتیں ان پر جوتے برسائیں... یہاں تک کہ وہ انہیں جوتوں تلے زندہ دفن کر دیں۔

لیکن میرے بھائی!... ابھی اپنی آنکھیں مت کھولنا کیوں کہ ابھی منظر ختم نہیں ہوا۔ ذرا تصور کریں کہ یہ مسلمان بہنیں آپ کی مائیں یا آپ کی بہنیں یا آپ کی بیویاں ہیں۔ کیا آپ ایسا تصور کر سکتے ہیں؟ کیا آپ ایسا سوچ بھی سکتے ہیں؟ اگر آپ کہتے ہیں کہ نہیں!... تو یقین کریں کہ یہی سب کچھ تو افغانستان میں ہو رہا ہے۔ یہی سلوک پلید و نجس کفار ہماری عفیفہ و طاہرہ مسلمان

بہنوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ یہ واقعہ تو ان بہت سے واقعات میں سے ایک ہے جو میڈیا لوگوں سے چھپا دیتا ہے۔تو اب اس کا علم ہو جانے کے بعد آپ کا کیا ردِعمل ہوگا؟

میرے لیے تو یہ امر بڑا ہی تعجب خیز ہے کہ اتنا کچھ سننے کے بعد بھی آپ میں سے بعض اپنی زندگی اور اس کی خواہشات کی طرف یوں پلٹ جاتے ہیں گویا کچھ ہوا ہی نہ ہو۔اے مسلمانو! جو کچھ میں نے آپ کو بتایا یہ کوئی سرخ ہندیوں (ریڈ انڈینز) کی داستان نہیں ہے، نہ ہی ویت نام کی جنگ کا کوئی سانحہ ہے۔اے امتِ محمد ﷺ یہ سب کچھ تو مسلمانوں کی سرزمین پر ہو رہا ہے۔ یہ عورتیں جن کی عزتوں کو تار تار کیا گیا یہ تو رسول اللہ ﷺ کی امتی ہیں، ان کا قبلہ وہی ہے جو ہمارا ہے، وہ ہماری طرح ہی ماہِ رمضان کے روزے رکھتی ہیں، وہ بھی بیت اللہ کا حج کرتی ہیں۔آپ میں کوئی بھلائی اور خیر نہیں...اگر آپ نے ان کی نصرت اور ان کے انتقام کے لیے اپنے آپ کو قربان نہ کیا۔

میرے راہِ جہاد میں نکلنے سے گھبرانے والے بھائی!...میں آپ کو راہِ جہاد پر بلانے کے لیے افغانستان کے مردوں کی سرفروشی کے واقعات کی بجائے یہاں کی عورتوں کے بہادرانہ کارنامے سناتا ہوں...تاکہ میں آپ کے ضمیر کو جھنجوڑ سکوں اور اس کا امتحان لے سکوں۔تاکہ یہ پتا چلے کہ کیا آپ وہ حقیقی مرد ہیں جو اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہد کو وفا کرنے کے لیے میدانِ جہاد کی طرف نکلتے ہیں... یا ایسے کھوٹے فرد ہیں کہ جن کی مردانگی کی تصدیق محض ان کے پیدائشی سرٹیفیکیٹ سے ہو سکتی ہے۔

پہلا کارنامہ ایک استشہادی بہن کا ہے جس نے مرتدین کی چیک پوسٹ کے قریب جا کر چلّانا شروع کر دیا تاکہ زیادہ سے زیادہ فوجیوں کو اپنے اردگرد جمع کر سکے۔ جوں ہی وہ اس کے قریب آئے اس نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر اپنی بارودی بیلٹ پھاڑ دی۔اور اس کا نازک جسم چھروں میں تبدیل ہو گیا...جنہوں نے اللہ کے دشمنوں کو چھلنی کر ڈالا۔

ایک دوسری عمر رسیدہ خاتون کے گھر پر جب مہاجرین رکے تو اس نے ''پیکا'' مشین

گن اٹھالی اور مجاہدین کی پہرے داری کرنے لگی۔ جب اسے آرام کرنے کا کہا گیا تو اس نے کہا: ''نہیں!...اللہ کی قسم...اگر اللہ کے دشمن یہاں آئے تو میرے سوا ان سے کوئی نہیں لڑے گا''۔

ایک اور نوجوان عورت اپنی شادی کی شرط یہ بتلاتی ہے کہ وہ ہر اس شخص سے شادی کرنے کے لیے تیار ہے جو کفار و مرتدین کے خلاف شہیدی حملہ کرنے میں اس کی معاونت کرے۔

اور اس سے پہلے کی داستان جو پاکستان میں رقم ہوئی... جب مولانا عبدالرشید غازیؒ کے ساتھ طالبات نے رخصت پر عزیمت کو ترجیح دی اور شریعتِ الٰہی کی نصرت کے لیے موت تک ثابت قدم رہنے کا فیصلہ کیا۔

مجھے ایک بھائی نے یہ واقعہ سنایا جس کے سچ پر مجھے کوئی شک نہیں... کہ مسجد میں خون با قاعدہ بہہ رہا تھا اور جب انہوں نے ہاتھ خون میں ڈالے تو اس میں سے آنکھیں، ہڈیاں اور بال نکلے... جو وحشت اور بربریت کا شکار ہو جانے والی ہماری شہید بہنوں کے جسموں کے بقایا جات تھے۔

تو یہ ان قربانیوں کی داستانیں ہیں جو زینب، عائشہ، خدیجہ اور رقیہ نے اسلام کے لیے پیش کیں... مگر اے عبداللہ!...اے خالد!...اے جعفر!...اور اے احمد!...تم نے اس دین کی نصرت کے لیے کیا کیا؟...اے شش و پنج میں مبتلا نوجوانو! تم نے اسلام کے لیے کیا پیش کیا؟ کل جب اللہ تعالیٰ آپ کو ایک معین وقت پر جمع کرے گا تو اس کو کیا جواب دو گے؟ تمہاری بہادر بہنیں تمہارے سامنے ساری حجتیں تمام کر چکی ہیں...تم وہاں کیا عذر پیش کرو گے؟

میرے متذبذب بھائی!...میں اپنی اس گفتگو کا اختتام اللہ کے راستے میں شہادت کی موت کی فضیلت کو بیان کرنے والی ایک حدیث سے کرتا ہوں۔ واللہ... یہ اس موضوع پر جامع ترین احادیث میں سے ایک ہے۔

عامر بن سعد اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے کہ

ایک شخص نماز کے لیے آیا۔ جب وہ صف میں پہنچا تو اس نے دعا کی:

''اے اللہ! مجھے وہ افضل ترین چیز عطا فرما جو تو اپنے صالح بندوں کو عطا کرتا ہے''۔

جب نبی ﷺ نے نماز ختم کر لی تو پوچھا:

''کس نے یہ دعا مانگی''؟

اس شخص نے کہا:

''میں نے یا رسول اللہ''۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

''تو پھر تمہارا گھوڑا بھی زخمی ہوگا اور تم بھی اللہ کے راستے میں شہید کر دیئے جاؤ گے''۔

اللہ اکبر... اللہ اکبر... اللہ اکبر... اللہ کے راستے کی شہادت!... جیسا کہ نبیٔ صادق ﷺ نے بتایا... کسی شخص کے گھوڑے کا زخمی ہو جانا اور اس کا قتل ہو جانا وہ افضل ترین نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے صالح بندوں کو عطا کرتا ہے۔

اس لیے میرے بھائیو!... لپکو اس عبادت کی طرف جس جیسی کوئی عبادت نہیں۔ آؤ اس موت کی طرف جس کی تمنا سیدِ کائنات ﷺ نے تین مرتبہ کی۔ اُس عظمت والی موت کی طرف... جس کی لذت کو شہید جنت میں جا کر بھی بھول نہیں پاتا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے کہ اسے واپس دنیا میں بھیجا جائے تا کہ وہ دس دفعہ شہادت کی لذت کو پائے۔

اپنے راستے میں حائل تمام رکاوٹوں کو توڑ ڈالیے، سرحدوں کو پھلانگ لیجئے، تمام خفیہ اداروں کے باغی بن جایئے اور اس جنت کی طلب میں نکل پڑیئے جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے... جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے شہید بندوں کے لیے تیار کیا ہے۔

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ...

''پس تم عن قریب میری اِن باتوں کو یاد کرو گے جو میں تم سے کہہ رہا ہوں''۔

وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ...

''اور میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں''۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ○

''اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مسلمان بھائی

ابو دجانہ خراسانی

ربیع الاوّل ۱۴۳۱ھ

کاش ان الفاظ کے سوا آپ کو جگانے کا کوئی اور بھی ذریعہ ہوتا......تو میں آندھیوں سے پہلے چلنے والی ہواؤں کی طرح اڑ کر آپ تک آ پہنچتا۔ اور آپ میں سے ہر ایک کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے جھنجھوڑتا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سناتا:

اِلَّا تَنۡفِرُوۡا يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۙ وَّيَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ وَلَا تَضُرُّوۡهُ شَيۡـئًا......(التوبة: ۳۹)

''اگر تم نہیں نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے''۔

آخر کب تک جہاد کی محبت خیالوں اور زبانی دعوؤں تک محدود رہے گی؟ کب تک یہ محبت مسلمانوں کی حالتِ زار دیکھ کر شرمندگی کے چند آنسو بہا لینے......یا کوئی ترانہ سن کر......یا کوئی نظم پڑھ کر پیدا ہونے والے وقتی جوش سے آگے نہیں بڑھ پائے گی؟ کب تک آپ اسے فارغ وقت گزارنے کے لئے ایک مشغلہ بنائے رکھیں گے؟

اس لیے میرے بھائیو!......لپکو اس عبادت کی طرف جس جیسی کوئی عبادت نہیں۔ آؤ اس موت کی طرف جس کی تمنا سیدِ کائنات ﷺ نے تین مرتبہ کی۔ اُس عظمت والی موت کی طرف جس کی لذت کو شہید جنت میں جا کر بھی بھول نہیں پاتا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے کہ اسے واپس دنیا میں بھیجا جائے تاکہ وہ دس دفعہ شہادت کی لذت کو پائے۔ فَسَتَذۡكُرُوۡنَ مَاۤ اَقُوۡلُ لَكُمۡ......

''پس تم عنقریب میری باتوں کو یاد کرو گے جو میں تم سے کہہ رہا ہوں''